

اسلاف[ؒ] اور اختلاف راءے

مولانا فضلِ ربی

مسلمان فقہا کے درمیان ہر دور میں اختلافات پائے گئے ہیں، کیوں کہ وہ لوگ زمانے کی تبدیلی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مسائل کا شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے اجتہاد کیا کرتے تھے اور اجتہاد میں اختلاف کا وقوع پذیر ہونا ناگزیر ہے۔ بقول مفتی محمد شفیع صاحب ”اختلاف صرف احتجوں میں نہیں ہوتا یا ان ضمیر فروش لوگوں میں کہ جو اپنے آقاوں کی ہربات آنکھیں بند کر کے مان لیتے ہیں“۔ چنانچہ سلف صالحین میں بھی اختلاف راءے کا سلسہ جاری رہا۔ مزید برآں بعض اوقات سیاسی مخالفت کی بنا پر حاذ آرائی کی نوبت آئی۔ ایسے تمام مرامل میں اسلاف کا عمل جانے کے لیے ہم یہاں پر کچھ واقعات پیش کرتے ہیں، جس سے یہ اندازہ ہو گا کہ بظاہر کسی نہ کسی انداز میں مخالفت کے باوجود دینی معاملات اور شرعی احکامات کے سلطے میں وہ لوگ نہایت احتیاط بر تھے تھے اور ان کا یہ اختلاف راءے کبھی بھی دین میں شفاق و فرقہ بندی کا باعث نہیں بنی۔

• امام تیقی نے سenn میں راویت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے ان کے آزاد کردہ غلام کریب نے آکر یہ شکایت کی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تین کے بجائے ایک وتر پڑھتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ”معاویہ ٹھیک ہی کرتے ہوں گے کیوں کہ وہ ہم سے بڑھ کر عالم ہیں“۔ یاد رہے عبد اللہ بن عباسؓ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بچا زاد بھائی تھے، جب کہ اس وقت حضرت معاویہؓ، حضرت علیؓ سے برس پیکارتے۔

• حضرت علیؓ کے خلاف اہل شام نے جو بغاوت کی تھی اور ان کے لیے جو مشکلات پیدا کی تھیں ان سے ہر صاحب علم و اتفاق ہے، مگر جب حضرت علیؓ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ کافر ہیں؟ تو آپؓ نے فرمایا: ”نہیں! کفر سے تو وہ بھاگے ہیں“۔ پھر پوچھا گیا: ”کیا ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، اپریل ۲۰۱۷ء

وہ منافق ہیں؟“ حضرت علیؓ نے فرمایا: ”نہیں، منافق کثرت سے خدا کو یاد نہیں کرتے اور وہ لوگ خدا کو کثرت سے یاد کرتے ہیں۔“ سوال کیا گیا کہ پھر وہ کیا ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ”وہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔“

• مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے معارف للقرآن میں تفسیر درمنشور کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ: ایک مرتبہ ان کو کسی نے یہ خبر دی کہ فلاں فلاں آدمیوں کے میں سخت بھگڑا ہے اور وہ ایک دوسرے کو مشرک کہتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے یہ سن کر فرمایا: ”تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تم سے کہوں گا کہ جاؤ اور ان سے لڑو؟ ہرگز نہیں، جاؤ اور ان کو زمی سے سمجھاؤ۔ مان جائیں تو ٹھیک ورنہ اپنی فکر کرو۔“ (تفسیر سورہ مائدہ، معارف للقرآن، ص ۳، ۲۵)

• ابوحنیفہ نیوریؒ اخبار الطوال میں لکھتے ہیں کہ: ایک دفعہ حضرت علیؓ کو یہ خبر پہنچی کہ ان کے بعض رفقاء اہل شام کو برآ کہتے ہیں۔ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے ان کو پیغام بھیج کر ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ انہوں نے جواب دیا: ”اے امیر المؤمنین! کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟“ حضرت علیؓ نے فرمایا: ”بے شک، مگر میں تمہارے لیے پسند نہیں کرتا کہ تم لعن طعن کرو۔“

• امام مالکؓ خود ایک فقہی مسلک کے بانی تھے، مگر جب ان سے امام ابوحنیفہؒ کی استعداد علمی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے قریب ہی واقع ایک ستون کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ”ابوحنیفہ پتھر کے اس ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہیں تو دلیل سے ثابت کر دکھائیں گے۔“

• شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنے رسال الانصافی بیان سبب الاختلاف میں علامہ سیوطیؒ کے حوالے سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ: ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید عباسی نے امام مالک سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ: ان کی کتاب موطاخانہ کعبہ میں آویزاں کر دی جائے اور لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ اختلاف ترک کر دیں اور اس کتاب کے مطابق عمل کریں۔ یہ سن کر حضرت امام مالک نے فرمایا: ”ایسا نہ کیجیے۔ فرعی مسائل میں خود صحابہ کرامؓ آپس میں اختلاف رکھتے تھے اور وہی صحابہ کرام اطرافِ ممالکِ اسلامی میں بکھر گئے ہیں اور یہ انھی کے مختلف طریقے ہیں جو مختلف علاقوں میں پھیل چکے ہیں۔“

• امام ابوحنیفہؒ کو فقه اسلامی پر بہت زیادہ عبور حاصل تھا اور اکثر انہیں امام تسلیم

کرتے تھے۔ ان کے شاگردوں اور زیر تربیت لوگوں میں کئی ایک مجتهد اور فقہ کے امام ثابت ہوئے۔ تاہم، فتنہ معاصر کی وجہ سے بعض لوگوں کی ان سے مخالفت تھی اور وہ ان پر سخت لعن طعن کیا کرتے تھے۔ مگر امام صاحب کا حال یہ تھا کہ ان کے بارے میں عبد اللہ بن مبارکؓ نے سفیان ثوریؓ سے کہا: تجب ہے ابوحنیفہ کے ہاں غیبت بالکل نہیں ہے۔ سفیان ثوریؓ نے جواب دیا: ”اس میں تجب کی کیا بات ہے؟ ابوحنیفہ نادان نہیں کہ اپنے نیک اعمال دوسروں کو دے ڈالیں“ (حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص دوسروں کی غیبت کرتا ہے قیامت کے دن اس کی نیکیاں اس شخص کے لیے شمار کی جائیں گی جس کی غیبت اس نے کی ہوگی)۔

• علامہ شلبی نعماںی نے امام ابوحنیفہ کے حالات بیان کرتے ہوئے دو واقعات نقل کیے ہیں:

— امام سفیان ثوریؓ کو امام ابوحنیفہ سے کچھ شکر رنجی تھی۔ ایک شخص نے آکر امام ابوحنیفہ سے کہا کہ سفیان ثوریؓ آپ کو برآ کہتے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ: اللہ، میری اور سفیان دونوں کی مغفرت کرے۔ سچ تو یہ ہے کہ ابراہیم خجھی کے ہوتے ہوئے بھی اگر سفیان ثوریؓ دنیا سے اٹھ جاتے تو مسلمانوں کو سفیان کے مرنے کا ماتم کرنا پڑتا۔

— ایک دن حلقہ درس کے دوران ایک نو عمر لڑکے نے کوئی مسئلہ پوچھا۔ امام ابوحنیفہ نے جواب دیا۔ اس لڑکے نے کہا: ”امام صاحب! آپ نے غلط جواب دیا ہے۔“ ابوالخطاب جرجانی درس میں موجود تھے۔ انھیں لڑکے کی بات سن کر بڑا غصہ آیا اور حاضرین کو مخاطب کر کے کہا: ”تجب ہے کہ ایک لوٹا جو بھی منہ میں آئے امام سے کہہ دے اور آپ لوگ ٹس سے مس نہ ہوں“۔ امام ابوحنیفہ نے ابوالخطاب سے کہا: ”ان لوگوں پر کچھ الزام نہیں، میں اس جگہ بیٹھا اس لیے ہوں کہ لوگ آزادانہ میری غلطیوں کی نشان دہی کریں اور میں خل سے سنوں“۔

• امام احمد بن حنبلؓ نکسیر پھوٹنے سے وضو کے ٹوٹ جانے کے قائل تھے۔ کسی نے ان سے پوچھا: ”کیا آپ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھیں گے جس نے جسم سے خون نکلنے کے بعد وضونہ کیا ہو؟“ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ”یہ کیسے ممکن ہے کہ میں امام مالک اور سعید بن الحسیب کے پیچھے نماز نہ پڑھوں“ (یاد رہے کہ یہ دونوں حضرات اس بات کے قائل تھے کہ نکسیر پھوٹنے سے وضونہیں ٹوٹتا)۔

• عبد القادر جيلاني رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنے ایک مرید کو نصیحت فرماتے ہوئے کہا: ”خدائی اور نبوت کا دعویٰ مت کرنا“۔ اس نے حیرت سے پوچھا: ”حضرت! کیا اس بات کا امکان ہے کہ بندہ ناچیز اس قسم کا دعویٰ کرے؟“ انہوں نے فرمایا: ”اللہ وہ ہے جو وہ کہہ دے وہی اُنہیں ہے اور اس کی خلاف ورزی ممکن نہیں۔ پس جو انسان اپنی رائے کو یہ حیثیت دے کہ اس سے اختلاف کرنا ممکن نہ رہے تو اس سے بڑھ کر خدائی کا دعویٰ کیا ہوگا؟ اسی طرح نبی وہ ہے جو بات وہ کہے وہی سچ ہے اور اس میں جھوٹ کا احتمال نہیں۔ پس جو شخص اپنے قول کے بارے میں یہ دعویٰ کرے کہ یہی سچ ہے تو اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔“

• اختلاف راءے کے باوجود رواداری، خیرخواہی اور احترام باہمی کی ایک اعلیٰ اور عمده مثال امام شافعی نے قائم کی ہے۔ آپ نے ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ کی قبر کے قریب نماز فجر پڑھتے ہوئے دعاۓ قنوت چھوڑ دی۔ جب ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ”بعض اوقات ہم اہل عراق کے مسلم پر بھی عمل کر لیتے ہیں۔“ ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام صاحب نے فرمایا: ”صاحب قبر کے لحاظ نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔“

ان واقعات پر غور کرنے سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ ہمارے سلف صالحین میں اختلاف راءے اور سیاسی مخالفت کے باوجود کس قدر رواداری پائی جاتی تھی اور وہ باہمی احترام اور عزت نفس کو کس قدر مخلوق رکھتے تھے۔ انہوں نے اختلاف راءے کو کبھی اپنی آنا کا مسئلہ نہیں بنایا اور کبھی یہ نہ کہا کہ صرف میری ہی بات حق ہے اور دوسروں کی باطل ہے۔ حققت یہ ہے کہ وہ معمولی معمولی فقہی امور پر لڑتے ہوئے امت میں افتراق پیدا کرنا نہایت خطرناک اور دین دشمنی سمجھتے تھے اور اس سے سختی سے پر ہیز کرتے تھے۔ تاہم، اس سے یہ تاثر نہ لیا جائے کہ موجودہ دور میں اس قسم کے لوگ بالکل نہیں پائے جاتے اور یہ خاصیت صرف اسلاف کی تھی جواب ناپید ہیں۔ حققت میں ایسا نہیں ہے بلکہ تعصب اور نگل نظری کے اس ظلمت کدہ میں اب بھی ایسے ستارے موجود ہیں جو ہمارے لیے مشعل راہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو وسعت نظر اور حقیقی دین داری سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین!
